عالمی منظرنامے میں پاکستان اور ابھرتی ہوئی معیشتیں

کرسٹین لاگارڈ، مینیجنگ ڈائریکٹر، عالمی مالیاتی فنڈ

اسلام آباد، پاکستان، 24 اکتوبر 2016ء

(خطاب کیلئے تیار کی گئی)

سہ پہر بخیر، السلام علیکم

میں وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر خزانہ اسحاق ڈار کی جانب سے پرتپاک دعوت پر اور اس تقریب کی میزبانی پر اسٹیٹ بینک کے گورنر اشرف وتھرا کی شکرگزار ہوں۔ یہ میرا پاکستان کا پہلا دورہ ہے اور مجھے بہت خوشی ہے کہ میں آج آپ سب کے درمیان اسلام آباد میں موجود ہوں۔

یہ پاکستان کے لیے اہم وقت ہے—'ایک سازگار لمحہ عمل' ہے اس ملک کے لیے جو معاشی ہیئت قلبی کے عمل سے گذر رہا ہے جو اسے ابھرتی ہوئی معیشتوں کی صف میں کھڑا کرسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ محنت اور اصلاحات کے فوائد حاصل ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ حال ہی میں ایم ایس سی آئی اشاریے پر پاکستان کا درجہ'فرنٹیئر معیشت' سے بڑھا کر 'ابھرتی ہوئی منڈی' کردیا گیا ہے۔ بدلتے ہوئے عالمی منظرنامے، خصوصاً ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے تناظر میں، یہ ایک اہم علامت ہے۔

پچھلے چند برسوں کے دوران عالمی معیشت میں اقتصادی حرکیات بتدریج تبدیل ہورہی ہیں اور ان کا رخ ترقی یافتہ معیشتوں سے ابھرتی ہوئی منڈیوں کی جانب ہے۔ آج دنیا کی 85 فیصد آبادی انہی ممالک میں رہائش پذیر ہے اور یہی ممالک عالمی جی ڈی پی کا تقریباً 60 فیصد پیدا کررہی ہیں جبکہ صرف ایک دہائی قبل یہ شرح نصف سے کم تھی۔[1] گو عالمی معیشت کی بحالی سست رہی ہے لیکن ابھرتی ہوئی معیشتوں نے بحران کے بعد سے عالمی نمو میں 80 فیصد سے زائد حصہ ڈالا ہے۔

یہ گروپ جتنا متحرک ہے جغرافیائی، ثقافتی اور معاشی اعتبار سے اتنا ہی متنوع بھی ہے، اور تبدیلیوں اور عبوری تغیرات کے عمل سے گذر رہا ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ چیلنجز آئیں گے لیکن مواقع بھی ملیں گے۔

تو پاکستان اس تصویر میں کہاں ہے؟ اس ملک میں ہر سال دو ملین سے زائد نوجوان روزگار کی منڈی میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ نمو کے لیے زبردست موقع ہوسکتا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے چیلنجز بھی ہیں۔ عالمی معیشت اتنی سست رفتار ہو تو نئے روزگار کے متلاشی اتنے زیادہ افراد کو کہاں کھپایا جاسکتا ہے؟

ظاہر ہے اس ماحول میں پاکستان کو مزید نمو اور روزگار پیدا کرنے اور متحرک ابھرتی ہوئی معیشتوں کے گروپ میں شامل ہونے کے لیے اپنی ہی پالیسیوں کی مضبوطی پر انحصار کرنا ہوگا۔

---

[1] جی ڈی پی پرچیزنگ پاور پیرٹی کے مطابق۔

ان چیلنجوں سے نمٹنے کے بارے میں سوچتے ہوئے ہمیں پاکستان کے بانی محمد علی جناح سے رہنمائی مل سکتی ہے جنہوں نے ایک بار کہا تھا ''ایمان، نظم و ضبط اور بے لوث فرض شناسی ہو تو کوئی کامیابی نہیں جسے حاصل نہ کیا جاسکے۔'

آج میں یہ بتانا چاہوں گی کہ کس طرح عالمی نظام پر اعتماد، معاشی اصلاحات میں نظم و ضبط اور اخلاص کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد سے پاکستان پائیدار خوشحالی کی منزل پاسکتا ہے۔

1۔ عالمی منظرنامے میں ابھرتی ہوئی معیشتیں

آئیے عالمی صورت حال کا طائرانہ جائزہ لیں۔

مجموعی طور پر عالمی نمو کافی طویل عرصے سے بہت کم رہی ہے اور اکثر ممالک میں اس سے بہت کم لوگ مستفید ہوئے ہیں۔ اس سال ہماری عالمی نمو کی پیش گوئی 3.1 فیصد اور اگلے سال کے لیے 3.4 فیصد ہے جو 2008ء کے مالی بحران سے پہلے کی تقریباً دو دہائیوں کی اوسط 3.7 فیصد سے خاصی کم ہے۔ اس صورت حال کے پیچھے پیچیدہ عوامل کارفرما ہیں۔

ترقی یافتہ معیشتوں میں، بعض ممالک میں بحالی کے آثار کے باوجود، نمو کے مجموعی امکانات کم ہیں۔ بیشتر معیشتیں ابھی تک بحران کی باقیات—زیادہ قرضہ، کم مہنگائی اور کم سرمایہ کاری—لیکن ساتھ ہی زیادہ غیریقینی کیفیت سے نمٹ رہی ہیں۔

کم نمو اور غیریقینی امکانات جذبات انگیزی اور اندرونی اغراض پر مبنی رویوں کو بڑھاوا دے رہے ہیں۔ آج ہمیں بہت سی جگہوں پر یہ نظر آتا ہے کہ کشادہ عالمی نظام پر یقین کی آزمائش ہورہی ہے۔

اس کے باوجود یہی کشادہ معاشی بندوبست ہے جو دنیا کے لیے بہت سے فوائد لے کر آیا ہے خصوصاً ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں بشمول پاکستان کے لیے۔ گزرے برسوں میں ہم نے دیکھا کہ بچوں کی شرح اموات رفتہ رفتہ کم ہوئی ہے اور اوسط عمر بڑھی ہے۔ مطلق غربت میں کمی آئی ہے اور اسکولوں میں داخلے بڑھ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ غریب اور امیر اقوام کے درمیان تدریجی معاشی یکجائی کے وسیع تر رجحان کا ثبوت ہے۔

تاہم آج یکجائی کا یہ رجحان سست ہورہا ہے۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کا گروپ ترقی کرتا رہے گا—اس سال 4.2 فیصد اور اگلے سال 4.6 فیصد کی شرح سے۔ نمو کے لحاظ سے ترقی یافتہ معیشتوں پر برتری پہلے کی نسبت کم ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا، امکانات مختلف ملکوں میں مختلف ہیں۔

چین اور بھارت تقریباً 7-6 فیصد کی شرح سے ترقی کررہے ہیں جبکہ برازیل اور روس میں شدید کسادبازاری کی ایک مدت کے بعد بہتری کی علامات دکھائی دے رہی ہیں۔ اشیاء خصوصاً تیل کی کم قیمتوں نے اشیاء کے برآمد کنندہ ممالک پر شدید ضرب لگائی ہے اور مشرق وسطیٰ کے ممالک وہاں جاری تنازعات اور دہشت گردی سے مسلسل نبردآزما ہیں۔

ابھرتی ہوئی معیشتیں اپنے ہاں بھی عبوری تبدیلی سے گذر رہی ہیں، یہ وہ تبدیلیاں ہیں جو چیلنجز پیدا کررہی ہیں لیکن مواقع بھی۔ ان میں سے دو کا تعلق خاص طورپر پاکستان سے ہے۔

پہلا عبوری تغیر چین میں ہے۔ دنیا کی دوسری بڑی معیشت اپنا توازن تبدیل کررہی ہے اور مینوفیکچرنگ سے خدمات، سرمایہ کاری سے خرچ اور برآمدات سے ملکی خدمات کی طرف رخ کررہی ہے۔ اس کا مطلب ہے نمو کا نسبتاً سست لیکن پائیدار راستہ۔

تاہم یہ عبوری تبدیلی اپنے اثرات کی لہروں سے خالی نہیں خصوصاً تجارت کے توسط سے۔ ذرا سوچیے۔ 100 سے زائد معیشتوں کے لیے جو عالمی جی ڈی پی میں تقریباً 80 فیصد سے زائد کی حصہ دار ہیں چین دس صف اوّل کے تجارتی شراکت داروں میں شامل ہے۔ یہ پاکستان کا تیسرا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار بھی ہے اور مجموعی تجارت میں تقریباً 20 فیصد کا حصہ دار ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ چینی معیشت کے سست ہونے کا مطلب پاکستان کی برآمدات کم ہونا ہے۔

لیکن اچھی خبر بھی ہے۔ جیسے جیسے چین ویلیو ایڈڈ چین (value added chain) میں اوپر کی طرف سفر کر رہا ہے وہ ایسی اشیاء کی پیداوار کم کردے گا جن میں لیبر کی ضرورت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ پاکستان جیسے ملکوں کے لیے اچھا موقع ہے لیکن پاکستان کو اپنی معیشت کو پھر سے آراستہ کرنا ہوگا اور اپنے عوام کو تربیت فراہم کرنا ہوگی تاکہ اس موقعے سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

پاکستان کو دوسرے عبوری تغیر یعنی تیل اور دیگر اشیاء کی قیمتوں میں کمی سے بھی فائدہ ہوگا۔ عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں کمی سے کچھ کو فائدہ اور کچھ کو نقصان ہوا ہے۔

آمدنی کی تقسیم نو ہوئی ہے اور وہ سعودی عرب اور روس جیسے بڑے برآمدکنندگان سے پاکستان، بھارت اور بہت سے دیگر ملکوں کو جو خالص درآمدکنندگان ہیں، منتقل ہوئی ہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، تیل کا درآمدی بل بہت کم ہونے سے آپ کے ملک کے بیرونی بیلنس میں نمایاں بہتری آئی ہے اور صارفین اور کاروبار کو فائدہ ہوا ہے۔

تاہم قیمتوں میں یکدم کمی اور بڑھتے ہوئے مالی دباؤ کا سامنا کرنے کی بنا پر اشیاء برآمد کرنے والے بیشتر ممالک کو ایڈجسٹ کرنا پڑا اور نمو کم ہوگئی۔ یہ صورت خلیج تعاون کونسل کے ملکوں کے ساتھ ہوئی۔ نتیجے کے طور پر خلیج تعاون کونسل کے ممالک سے آنے والی ترسیلات، جو پاکستان میں اس طرح آنے والی رقوم کا تقریباً دو تہائی ہیں، کی نمو بھی کم ہوگئی۔

ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کا منظرنامہ مجموعی طور پر محتاط رجائیت کا متقاضی ہے۔ ترقی یافتہ معیشتوں میں کم نمو اور چین اور اشیاء کی منڈیوں میں تبدیلیوں کی بنا پر ابھرتی ہوئی معیشتوں کو نمو کے اندرونی ذرائع پر زیادہ انحصار کرنا ہوگا۔ چنانچہ مضبوط پالیسیوں اور اداروں کی ضرورت دوچند ہے جو پیداواریت بڑھانے اور پائیدار اور شمولیتی نمو پیدا کرنے کے قابل ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ نمو میں اضافہ کرنے کے لیے مضبوط پالیسیاں نافذ کرنا دنیا بھر کے تمام ممالک کے لیے ازحد ضروری ہے۔ ساتھ ہی ہمیں ان لوگوں کی تشویش پر بھی توجہ دینی چاہیے جو تبدیلی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں چاہے وہ تکنیکی تبدیلی ہو یا تجارتی۔ ایک کشادہ عالمی نظام کے بغیر ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے لیے آمدنی میں ترقی یافتہ ملکوں کے برابر آنا بہت مشکل ہوگا۔

2۔ پاکستان: ابھرتی ہوئی معیشتوں میں شامل ہونے کے لیے مضبوط بنیاد کی تعمیر

عالمی عوامل کے اتنے ہجوم میں پاکستان کا مقام کیا ہے؟ اچھی خبر یہ ہے کہ پاکستان نے اپنے نمو کے محرکات کو پہلے ہی تقویت دینا شروع کردی ہے۔

صرف تین سال پہلے پاکستان معاشی بحران کے دہانے پر تھا۔ حکام کے مقامی اصلاحاتی پروگرام کے باعث، جسے آئی ایم ایف کی حمایت حاصل تھی، آج معیشت کہیں زیادہ مضبوط پیروں پر کھڑی ہے۔ سرکاری مالیات خاصی بہتر ہوچکی ہیں، بیرونی ذخائر کے بفرز قوی تر ہوگئے ہیں اور نمو بتدریج مضبوط ہورہی ہے۔ یہ بہت حوصلہ افزا تبدیلیاں ہیں۔

پاکستان نے نمو کو تقویت دینے والی پالیسیوں کے ضمن میں بھی اہم اقدامات کیے ہیں۔ اس کی واضح مثال بجلی کا شعبہ ہے۔ اگرچہ ہر مسئلہ حل نہیں ہوا تاہم بجلی منقطع ہونے میں کمی آئی ہے، صنعتوں کے لیے بجلی کا انقطاع تقریباً نو گھنٹے سے کم ہوکر ایک گھنٹہ یومیہ اور شہری صارفین کے لیے آٹھ سے کم ہوکر پانچ گھنٹے رہ گیا ہے۔

مہنگی اور غیرمؤثر سبسڈیز کم کردی گئیں۔ ان سبسڈیز سے زیادہ فائدہ امیر لوگوں کو ہورہا تھا۔ اور بجلی کے شعبے میں واجبات جمع ہونے کا سلسلہ بھی، جسے گردشی قرضہ بھی کہا جاتا ہے، کافی کم ہوگیا ہے۔ یہ بڑی کامیابیاں ہیں۔

بجٹ ریونیو کے حوالے سے بھی اہم کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ ٹیکس نظام کی خامیاں دور کرنے اور ٹیکس بنیاد بڑھانے کے لیے ایک زیادہ ہدفی طرز عمل اختیار کرنے سے ریونیو کی وصولی پچھلے تین برسوں میں جی ڈی پی کا ½ 2فیصد بڑھ گئی ہے۔

ان ٹیکس اصلاحات کی بہت اہمیت ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ بہتر محصولات حاصل کرنے کی کوششوں سے سرکاری سرمایہ کاری میں اضافہ کرنے اور سماجی سیفٹی نیٹس کو مضبوط کرنے کے لیے وسائل مہیا ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں 1½ ملین نئے افراد کو شامل کیا گیا ہے اور پروگرام کے نقد وظیفہ جات میں 50 فیصد سے زیادہ اضافہ کردیا گیا ہے۔ یہ اہم قدم ہے کیونکہ 30 فیصد سے زائد آبادی ابھی تک خط غربت سے نیچے زندگی بسر کررہی ہے۔

ان مشکل اصلاحات پر عملدرآمد کے نتیجے میں معیشت کافی آگے بڑھ چکی ہے۔ اب زیادہ لچکدار معیشت اور نمو میں تیزی کی بنا پر پاکستان ایک اہم موڑ پر پہنچ چکا ہے جہاں اس کے پاس موقع ہے۔ اب پاکستان زیادہ بلند اور شمولیتی نمو پیدا کرنے کے لیے اصلاحات کا اگلا مرحلہ شروع کرسکتا ہے اور ابھرتی ہوئی معیشتوں کی حرکیات سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

3۔ پاکستان: اصلاحات کا اگلا مرحلہ

اس نظم و ضبط کے پیش نظر جس پر قائد اعظم محمد علی جناح نے زور دیا تھا میری نگاہ میں معاشی اصلاحات کے تین ترجیحی شعبے ہیں۔

اوّل، پاکستان کی معاشی لچک کو تقویت دینا

ایک مشکل عالمی ماحول کا مطلب یہ ہے کہ معیشت کو مزید اور لچکدار بنانے کی ضرورت ہے۔

پروگرام کے تحت خاصا مالیاتی استحکام حاصل کرنے کے باوجود سرکاری قرضہ 19 ٹریلین روپے یا جی ڈی پی کے 65 فیصد کی سطح پر اب بھی زیادہ ہے۔ اس قرضے کو ادا کرنا ہے اور موجودہ سطح پر اس کا سود کا بل پاکستان کے تمام ترقیاتی بجٹ سے بھی زیادہ ہے۔ قرضے کو کمی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے محاصل اور اخراجات دونوں کے حوالے سے اقدامات درکار ہیں۔

جہاں تک محصولات کا تعلق ہے، آئی ایم ایف کی معاونت سے چلائے جانے والے پروگرام کے دوران نمایاں بہتری کے باوجود پاکستان کی محصولات کی وصولی اس رقم کے نصف سے تھوڑی زیادہ ہے جسے ممکن سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مزید لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں لانے اور سب سے ان کا جائز حصہ وصول کرنے کے لیے مسلسل کوششوں کی ضرورت ہے۔

ساتھ ہی سرکاری انٹرپرائزز کے نقصانات کو کم کرنے سے نمو کو بڑھانے والی مادی اور انسانی صلاحیتوں میں سرمایہ کاری میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ فی الوقت یہ نقصانات بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام پر خرچ کی جانے والی رقم کے دو تہائی سے بھی زیادہ ہیں۔ تصور کریں کہ ان اضافی وسائل سے کیا کچھ کیا جاسکتا ہے!

مجموعی طور پر یہ اصلاحات بجٹ خسارے کم کرنے اور ملک کو آئندہ ممکنہ دھچکوں سے محفوظ کرنے کے لیے اضافی بفرز کی تعمیر کے لیے ضروری ہیں۔ اس کے ساتھ معاشرے کے محروم ترین طبقات کے تحفظ کے لیے سماجی سیفٹی نیٹس کو مضبوط بناتے رہنے کی ضرورت ہے۔ ان اقدامات سے بلند نمو کی راہ ہموار ہوگی۔ یہاں سے دوسری ترجیح کی بات شروع ہوتی ہے۔

دوم، نمو میں اضافہ کرنا

یہ اضافہ نجی سرمایہ کاری کے فروغ، برآمدات کو بڑھانے اور پیداواریت میں بہتری لاکر کیا جاسکتا ہے۔ آج پاکستان میں نجی سرمایہ کاری معیشت کا صرف 10 فیصد ہے۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں میں اس کی اوسط تقریباً 18 فیصد ہے۔ پاکستان کی برآمدات جی ڈی پی کا تقریباً 10 فیصد ہیں؛ ابھرتی ہوئی معیشتوں کی برآمدات اس سے لگ بھگ چار گنا زیادہ ہیں۔

اس لیے اس ضمن میں بھی پاکستان بہتر کارکردگی دکھا سکتا ہے۔ انفراسٹرکچر میں زیادہ سرکاری سرمایہ کاری سے مدد مل سکتی ہے۔ مثال کے طور پر چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت منصوبوں کی مسلسل معاونت سے نہ صرف نمو اور روزگار کی تخلیق کو فروغ ملے گا بلکہ علاقائی ارتباط میں بھی مدد ملے گی۔

نمو میں اضافہ کرنے کا ایک اور طریقہ گورننس میں مضبوطی لا کر اور نجی شعبے کو پھلنے پھولنے کا موقع دے کر کاروباری ماحول کو بہتر بنانا ہے۔ کرپشن کے تاثر کے لحاظ سے 168 ممالک میں پاکستان کا 117 واں نمبر ہے۔[2]

اگرچہ براہ راست سماجی اور معاشی نقصانات کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے تاہم کرپشن کا تاثر بھی نجی سرمایہ کاری کو روکتا ہے اور پائیدار اور شمولیتی نمو کو فروغ دینے کی کوششوں میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ شفافیت اور احتساب کو بڑھانے اور سرخ فیتے سے چھٹکارا پانے سے فائدہ ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستانی کمپنیوں کو اپنے ٹیکس فارم کو سمجھنے میں اب بھی بہت وقت لگتا ہے۔ یہ وقت کاروباری مواقع کو استعمال کرنے پر زیادہ اچھی طرح صرف ہوسکتا ہے۔

نئے کاروبار کھولنے، معاہدوں کو نافذ کرنے اورٹیکس ادا کرنے کے طریقہ کار کو سادہ بنانے سے نمو کو ترویج دینے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ ساتھ ہی توانائی کے شعبے کی اصلاحات کو مکمل کرنا ضروری ہے۔

[2] ٹرانسپرینسی انٹرنیشنل کا کرپشن کے تصور کا اشاریہ۔

مجموعی طور پر مجھے بہتری کے زبردست امکانات نظر آرہے ہیں۔ آئی ایم ایف کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے کاروباری ماحول کو بہتر بنا کر مثلاً مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے خطے کی اوسط تک لانے سے نمو ہر سال 1½ فیصدی پوائنٹس بڑھ سکتی ہے۔[3]

سوم، نمو کو زیادہ شمولیتی بنانا

یا جیسا کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا 'ایک دوسرے سے اخلاص'۔

تعلیم تک رسائی بے حد ضروری ہے خصوصاً پاکستان میں جہاں آبادی کا تقریباً 60 فیصد نوجوان ہیں۔ آئی ایم ایف کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم میں بہتری سے ممالک کے اندر آمدنی کی عدم مساوات کو کم کرنے میں نمایاں طور پر مدد ملی ہے۔[4]

اس وقت پاکستان میں تعلیم کے نتائج کمزور ہیں۔ دنیا میں اسکول نہ جانے والے ہر 12 بچوں میں سے ایک پاکستان میں رہتا ہے۔ مجھے احساس ہے کہ تعلیم تک رسائی پاکستانی شہریوں کی نظر میں اہم مسئلہ ہے۔ یہ معاملہ ملالہ یوسف زئی سے میری ملاقات میں اجاگر ہوا۔

ورک فورس کو ضروری ہنر سے آراستہ کرنے اور پاکستان کی عالمی منڈی میں مقابلے کی استعداد بڑھانے کے لیے تعلیم میں سرکاری سرمایہ کاری کو جی ڈی پی کے 2½ فیصد سے بڑھا کر ابھرتی ہوئی معیشتوں کی اوسط – جی ڈی پی کے 4 فیصد کے قریب—لانا بہت ضروری ہے۔

تعلیم کے علاوہ معیشت میں خواتین کی شرکت کو بہتر بنانے کی بھی ضرورت ہے۔ معاشی شرکت میں صنفی فرق کو ختم کرکے جی ڈی پی میں ایک تہائی تک اضافہ کیا جاسکتا ہے۔[5] یہ فوائد معمولی نہیں۔ خواتین پاکستان کے لیے گیم چینجر ثابت ہوسکتی ہیں!

4۔ نتیجہ – پاکستان اور آئی ایم ایف: شراکت جاری ہے

پاکستان نے نمایاں معاشی ترقی کی ہے۔ بہت کچھ ابھی کرنا باقی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ پاکستان کامیاب ہوگا۔

آپ نے ثابت کیا ہے کہ آپ مشکل مسائل سے نبردآزما ہونے کے لیے آمادہ اور تیار ہیں۔ آئی ایم ایف کے حمایت یافتہ تین سالہ پروگرام کی کامیاب تکمیل اس کا واضح ثبوت ہے۔

اگرچہ پروگرام مکمل ہوچکا ہے تاہم ہماری رفاقت جاری رہے گی۔ ہم 65 سال سے زیادہ عرصے سے پاکستان کے رفیق ہیں اور آپ کے اصلاحات کے نفاذ اور اپنے اداروں کو مضبوط بنانے کے دوران ہم پالیسی مکالمے اور استعداد کاری کے پروگراموں کے ذریعے یہ رشتہ برقرار رکھیں گے۔

آخری بات:

---

[3] آئی ایم ایف، سلیکٹیڈ ایشوز پیپر 'پاکستان کے کاروباری ماحول اور مسابقت کو بہتر بنانا' 2015ء۔
[4] آئی ایم ایف ورکنگ پیپر 'قومی آمدنی اور اس کی تقسیم' 2014ء۔
[5] آئی ایم ایف سلیکٹیڈ ایشوز پیپر 'پاکستان میں لیبر فورس میں خواتین کی شرکت بڑھانے کے معاشی فوائد' 2015ء۔

یہ پاکستان کے لیے ایک سازگار موقع ہے۔ پاکستان کے عوام اور پالیسی سازوں میں وہ چنگاری موجود ہے جو پاکستان کی معیشت کو ایک متحرک اور مربوط ابھرتی ہوئی منڈی میں تبدیل کرسکے اور جو پائیدار روزگار اور سب کے لیے خوشحالی پیدا کرے۔ اسے ممکن بنانے کے لیے ہم آپ سب سے مل کر کام کرتے رہیں گے۔